AL-HAYAT RESEARCH JOURNAL
AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
Category Y
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 2 Issue 3 (April-June 2025)

قرآن کریم میں سیر وسیاحت کا تصور: اس کے روحانی، تمدنی اور تعلیمی پہلوؤں کا موضوعاتی و تجزیاتی مطالعہ

The Concept of Travel and Tourism in the Qur'an: A Thematic and Analytical Study of its Spiritual, Cultural, and Educational Dimensions

Fawad Khan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science & IT,
khalilfawad40@gmail.com

Muqaddas Ullah
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Qurtuba University Peshawar

Abstract

This study explores the concept of tourism in the context of Islamic teachings, drawing from the Quran. It aims to provide a framework for understanding tourism as a means of spiritual growth, cultural exchange, and economic development, while adhering to Islamic values. The Quran emphasizes the importance of travel and exploration, encouraging believers to reflect on the signs of Allah's creation and to learn from the experiences of past civilizations. This study examines the principles of Islamic tourism, including the promotion of cultural heritage, preservation of natural resources, and support for local communities. It also discusses the concept of "rihla" (journey), which encompasses spiritual, educational, and recreational aspects of travel. The findings of this study suggest that Islamic tourism can be a powerful tool for promoting cross-cultural understanding, fostering community development, and preserving cultural heritage. By embracing the principles of Islamic tourism, Muslims can engage in meaningful travel experiences that enrich their spiritual lives, while also contributing to the economic and social well-being of host communities. This research provides insights for policymakers, tourism stakeholders, and individuals seeking to understand the intersection of faith and tourism. It highlights the potential of Islamic tourism to promote sustainable and responsible travel practices, while deepening one's connection with the divine and the world around them.

Keywords: Islamic tourism, Quranic perspective, spiritual travel, sustainable tourism, cultural heritage

سیر وسیاحت: لغوی وشرعی مفہوم

سیر وسیاحت کا لغوی مفہوم "چلنے پھرنے، زمین میں سفر کرنے اور مشاہدہ کرنے" کے ہیں۔ عربی زبان میں "سِیاحَہ" کا مطلب ہے زمین میں چلنا، پھرتے ہوئے غور و فکر کرنا۔ قرآنِ کریم نے اس عمل کو محض تفریح تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے تفکر، تدبر، عبرت اور سیکھنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ انسانی زندگی میں روزمرہ کی مصروفیات، فکری مشغولیات اور جسمانی تھکن ایسی رکاوٹیں ہیں جو اس کی ترقی اور باطنی سکون میں حائل ہو جاتی ہیں۔ انہی مسائل سے نجات اور ذہنی سکون کے حصول کے لیے انسان فطری طور پر سیر و تفریح کا متلاشی ہوتا ہے۔ جدید نفسیاتی تحقیق بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ صحت مند تفریح اور فطرت سے قربت، انسان کے ذہن و بدن پر مثبت اثر ڈالتی ہے۔ دینِ اسلام نے سیر وسیاحت کو محض دنیاوی عیاشی نہیں، بلکہ ایک بامقصد، بامعنی اور روحانی تجربہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں

CC BY

اللہ تعالیٰ نے زمین میں سیر کرنے کا حکم دیا تاکہ انسان سابقہ اقوام کے حالات کا مشاہدہ کرے، ان کے عروج وزوال سے عبرت حاصل کرے اور اپنی زندگی کی روش میں بہتری لا سکے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا[1]"
"کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں تاکہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ سوچتے، یا کان ایسے ہو جاتے جن سے وہ سنتے؟[2]"

یہ آیت مبارکہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سیر وسیاحت، اسلامی تعلیمات میں غور و فکر، روحانی بیداری اور قلبی و عقلی شعور کے فروغ کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات میں سفر کو نہ صرف جائز بلکہ مفید، بابرکت اور بعض مواقع پر ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی سیاحت کا تصور محض تفریح سے بلند تر ہے؛ یہ تربیت، تزکیہ، سماجی شعور، اور تہذیبی تبادلے کا ایک ذریعہ ہے۔ سیر وسیاحت انسان کو نہ صرف جسمانی طور پر متحرک رکھتی ہے بلکہ اس کی فکری وسعت، روحانی بالیدگی اور معاشرتی بصیرت میں بھی اضافہ کرتی ہے۔ سفر انسانی زندگی میں ایک اہم، جامع اور ہمہ جہت کردار ادا کرتا ہے کیونکہ یہ نہ صرف غم واندوہ کو دور کرکے ذہنی تناؤ میں کمی لاتا ہے بلکہ طبیعت میں خوشگواری بھی پیدا کرتا ہے۔ یہ انسان کو نئے معاشی مواقع فراہم کرتا ہے، آمدنی کے ذرائع میں اضافہ کرتا ہے اور عقل و دانش کو جِلا بخشتا ہے، جبکہ ادب و احترام کی عملی تربیت اور شریف النفس لوگوں کی رفاقت جیسی نعمتوں کا سبب بھی بنتا ہے، جو اخلاقی تعمیر میں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں۔ سفر انسان کو مختلف اقوام، ثقافتوں اور جغرافیائی ماحول سے روشناس کرکے اس کی فکری صلاحیتوں کو جِلا دیتا ہے، اور ساتھ ہی یہ معاشی و تجارتی سرگرمیوں کو فروغ دینے کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے، جس سے فرد اور معاشرہ دونوں ترقی کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ سفر انسان کو کشادہ نظر، وسیع القلب اور جسمانی طور پر فعال بناتا ہے، اور تجربات کے حصول کا بہترین ذریعہ بنتا ہے، جس سے انسان کو عملی زندگی کے کئی حقائق سے آگاہی حاصل ہوتی ہے، اور اسے علما، دانشوروں، اہلِ فن اور اہلِ علم سے ملاقات و استفادہ کے مواقع میسر آتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ سفر روحانی، جسمانی، فکری، اخلاقی اور معاشی ترقی کا ایک جامع و ہمہ گیر ذریعہ ہے جو انسان کو باعمل، بیدار اور باشعور بناتا ہے۔

قرآن مجید میں سیر وسیاحت کے لیے متعدد مقامات پر "سِيرُوا فِي الْأَرْضِ" (زمین میں سیر کرو) جیسے جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں، جن سے مراد صرف جسمانی حرکت نہیں بلکہ غور و فکر، عبرت، تدبر اور علم و معرفت کا حصول ہے[3]۔ "سفر" اور "سیر" عربی زبان کے وہ الفاظ ہیں جن کے لغوی معانی میں وسعت ہے۔ "المنجد" میں "سار، یسیر، سیراً" کے معانی "چلنا، جانا، حرکت کرنا" دیے گئے ہیں، جب کہ مولوی فیروزالدین لغات میں "سفر" کے معانی میں "ہوا خوری، تفریح، چہل قدمی، گھومنا پھرنا، تماشا، نظارہ، ہنسی مذاق" جیسے الفاظ شامل کیے گئے ہیں۔ "المنجد الوسیط" میں اس کا مطلب "تفریحی یا معلوماتی سفر، سیاحت، جہاں گردی" بتایا گیا ہے۔

ابن منظور نے "لسان العرب" میں لفظ "سفر" کے مادہ (س، ف، ر) کو "کشف" یعنی "ظاہر ہونے" کے معنوں میں بیان کیا ہے۔ ان کے مطابق سفر کے دوران انسان کے اخلاق اور باطنی صفات ظاہر ہو جاتی ہیں، کیونکہ سفر میں انسان کی اصل شخصیت کھل کر سامنے آتی ہے (لسان العرب، مادہ: س-ف-ر)۔ اسی تناظر میں امام غزالی فرماتے ہیں" :**فَالسَّفَرُ يُظْهِرُ أَخْلَاقَ الرِّجَالِ، وَيَكْشِفُ عَنْ دَقَائِقِ أَحْوَالِهِمْ** "یعنی "سفر انسانوں کے اخلاق کو ظاہر کر دیتا ہے اور ان کی حالتوں کے باریک پہلو آشکار کرتا ہے"[4]۔

اسلام سے قبل دیگر اقوام میں سیاحت کو نفس کشی، سختی، زہدِ منفی، اور دنیا سے لاتعلقی سے تعبیر کیا جاتا تھا، اور بعض تہذیبوں میں سیر وسیاحت کو محض اذیت و مشقت کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس منفی تصور کو رد کرکے سیاحت کو ایک مثبت، بامقصد اور بامعنی عمل قرار دیا، جس کا تعلق بندگی، عبرت، علم، تہذیب، اخلاقِ حسنہ، مشاہدۂ کائنات اور معرفتِ الٰہی سے جوڑ دیا۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق سیر وسیاحت کا مفہوم صرف تفریح یا نقل مکانی نہیں بلکہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے انسان کو رزقِ حلال کی تلاش، علم و معرفت کے حصول، دل و دماغ کی تازگی، مختلف اقوام کی تہذیبوں سے آشنائی، اور اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھنے کا موقع میسر آتا ہے۔[5]

CC BY

لہٰذا، اسلامی تصورِ سیر وسیاحت صرف جسمانی نقل و حرکت کا نام نہیں بلکہ یہ ایک روحانی، فکری، اور سماجی تربیت کا ذریعہ ہے، جو انسان کو اس کے رب کی پہچان، اپنی اصلاح، اور دنیا کے مختلف رنگوں کی معرفت تک لے جاتا ہے۔

سیر وسیاحت کا لغوی معنی:

قرآن مجید میں سیر و سیاحت کے لیے عموماً **"سِيرُوا فِي الْأَرْضِ)** "زمین میں چلو پھرو) جیسے جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں[6]، جو غور و فکر، عبرت و نصیحت، اور مشاہدۂ کائنات پر زور دیتے ہیں۔ عربی زبان میں "سفر" اور "سیر" کے الفاظ وسیع معانی رکھتے ہیں۔ "المنجد" میں "سار، یسیر، سیر اً، مسیر اً، تسیاراً" کے معانی "چلنا، جانا، سفر کرنا" درج ہیں، جبکہ مولوی فیروزالدین نے اپنی لغت میں "سفر" کو "ہوا خوری، چہل قدمی، تماشا، کیفیت، ہنسی مذاق، اور لطف اندوزی" سے تعبیر کیا ہے۔ المنجد الوسیط کے مطابق "سیر" کا مطلب "معلوماتی یا تفریحی سفر، جہاں گردی اور سیاحت" ہے۔

مشہور عربی لغت لسان العرب کے مصنف ابن منظور کے مطابق "سفر" کا مادہ س، ف، ر ہے جس کے بنیادی معنی "کشف اور ظہور" یعنی کسی چیز کا ظاہر ہونا ہیں۔ اسی بنا پر مسافر کو مسافر اس لیے کہا جاتا ہے کہ سفر کے دوران اس کی شخصیت اور اخلاقیات کھل کر سامنے آتی ہیں، کیونکہ لوگوں کے چھپے ہوئے اوصاف، عادات اور حقیقی مزاج سفر میں آشکار ہو جاتے ہیں۔ ابن منظور لکھتے ہیں کہ "سفر کی جمع اسفار، اور سافر کی جمع سفار یا سفراء آتی ہے۔" اسی مادہ سے "سفرۃ" "مسافروں کے لیے تیار کردہ کھانا یا دستر خوان) اور "السفیر" "لوگوں کے درمیان اصلاح کی نیت سے آمد و رفت رکھنے والا) جیسے الفاظ بھی وجود میں آئے ہیں۔

عربی زبان میں "مسافر الوجہ " جیسے محاورے بھی رائج ہیں، جن کا مطلب ہوتا ہے "چہرے کا ظاہر حصہ"، جیسے کہا جاتا ہے" *ناأحسن مسفر وجهه* ." اس سے مراد یہ ہے کہ سفر میں چہرے اور اخلاق کی اصل خوبصورتی اور حقیقت نمایاں ہو جاتی ہے۔

اسی بات کو امام غزالیؒ نے نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"فَالسَّفَرُ يُظْهِرُ أَخْلَاقَ الرِّجَالِ، وَيَكْشِفُ عَنْ دَقَائِقِ أَحْوَالِهِمْ"...

یعنی" :سفر لوگوں کے اخلاق کو ظاہر کرتا ہے اور ان کی پوشیدہ حالتوں کو عیاں کر دیتا ہے، کیونکہ انسان شہری زندگی میں دوسروں کے ساتھ میل جول اور بناوٹ کے ذریعے اپنے حقیقی حالات کو چھپا سکتا ہے، لیکن سفر میں چھپی ہوئی حقیقتیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔[7] لہٰذا، لغوی و معنوی اعتبار سے "سیر وسیاحت" محض ایک ظاہری حرکت نہیں، بلکہ انسانی فطرت، اخلاق، تجربہ، اور باطنی کیفیتوں کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے، جس پر قرآن و سنت نے گہری توجہ دلائی ہے۔

سیر وسیاحت کا اسلامی مفہوم

قبل از اسلام مختلف اقوام اور ادیان میں سیر و سیاحت کو ریاضت، نفس کشی، جبری ہجرت، یا دنیا سے بے رغبتی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ زمین میں سفر کرنے کو جسمانی اذیت اور تنہائی کا ذریعہ گردانا جاتا، اور اسے رہبانیت، ترکِ دنیا یا سزا کے طور پر اپنایا جاتا تھا۔ اسلام نے اس منفی اور سلبی تصور کو ختم کرتے ہوئے سیر وسیاحت کو ایک بامقصد، مثبت اور شعور افروز عمل قرار دیا، جس کا تعلق بندگیِ رب، علم و معرفت، تہذیب و شائستگی، تفریح و سکون، اور مشاہدۂ کائنات سے جوڑا۔ چنانچہ قرآنِ کریم نے انسان کو کئی بار سیر وسیاحت کا حکم دیا تاکہ وہ کائنات کے مظاہر میں غور و فکر کرے، عبرت حاصل کرے، اور سابقہ اقوام کے انجام سے سبق سیکھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ، ثُمَّ اللهُ يُنْشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ، إِنَّ اللهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ[8]"

ترجمہ :کہہ دو!زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو اللہ نے کس طرح خلق کی ابتدا کی، پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

cc BY

اس آیت کی تفسیر میں مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"خلقِ اوّل پر بھی اور اعادۂ خلق پر بھی 'اولم یروا' دعوت استدلال غور و فکر سے ہے۔ انسان اگر صرف اپنی ذات ہی پر غور کرے کہ وہ نیست سے ہست ہوا، تو اللہ تعالیٰ کی قوتِ ایجاد پر یقین کے لیے یہی کافی ہے۔ 'سیر وافی الارض' دعوتِ استدلال مشاہداتِ مادیہ سے ہے، اگر انسان مخلوقات کے عجائبات پر غور کرے تو اللہ کی قدرت کا قائل ہو جائے۔[9]

اسی آیت کی تشریح میں **مرشد اشرف علی تھانویؒ** فرماتے ہیں:

"'سیر وافی الارض' ان اہلِ طریقت کے لیے دلیل ہے جنہوں نے سیاحت کا راستہ اختیار کیا۔ وہ زمین میں پھرتے ہیں تاکہ خلقِ خدا کے احوال سے عبرت حاصل کریں، گمنامی اور بے نشانی میں زندگی گزاریں اور معصیت کے اسباب سے دور ہو جائیں۔[10]"

اسی مفہوم کو قرآن کی ایک اور آیت میں یوں بیان کیا گیا ہے:

"وَهُوَ الَّذِي بَدَأَ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ"

ترجمہ: وہی ہے جس نے خلق کی ابتدا کی اور وہی اسے دوبارہ لوٹائے گا، اور یہ اس پر آسان تر ہے۔

ان آیات کا مجموعی پیغام یہ ہے کہ مسلمان کا سفر صرف تفریح یا وقت گزاری کے لیے نہیں بلکہ ایک فکری، روحانی اور اخلاقی تجربہ ہونا چاہیے، جو انسان کو خود آگاہی، معرفتِ الٰہی، اور معاشرتی شعور کی طرف لے جائے۔ **امام غزالیؒ** بھی فرماتے ہیں:

"فَالسَّفَرُ يُظْهِرُ أَخْلَاقَ الرِّجَالِ، وَيَكْشِفُ عَنْ دَقَائِقِ أَحْوَالِهِمْ، فَإِنَّ الْإِنْسَانَ فِي الْحَضَرِ مُمَكَّنٌ مِنْ مُجَارَاةِ غَيْرِهِ، وَالتَّصَنُّعِ فِي أَحْوَالِهِ، فَإِذَا سَافَرَ انْكَشَفَ الْمُسْتُورُ، وَظَهَرَ الْمَخْفِيُّ"

ترجمہ": سفر انسانوں کے اخلاق کو ظاہر کرتا ہے اور ان کے احوال کے باریک پہلوؤں کو عیاں کرتا ہے، کیونکہ حضر میں انسان دوسروں سے میل جول اور بناوٹ سے کام لے سکتا ہے، لیکن سفر میں چھپی باتیں نمایاں ہو جاتی ہیں۔[11]"

پس، اسلام میں سیر وسیاحت محض تفریح نہیں بلکہ غور و فکر، علم، عبرت، تزکیۂ نفس، اور فلاحِ انسانیت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ انسان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے وجود، کائنات اور تاریخ کا مشاہدہ کرے، اور زندگی کے مقصد کو پہچانے۔

کائنات پر غور و فکر: سیر وسیاحت کا روحانی و فکری مفہوم

اسلام نے سیر وسیاحت کو محض تفریحِ طبع یا مشقت نہیں بلکہ **تفکر، تدبر، اور روحانی ارتقا** کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ زمین میں سیر کرنے، ماضی کی اقوام کے آثار دیکھنے، اور کائنات کے نظام پر غور کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ دعوت انسان کو زمین و آسمان، پہاڑوں، دریاؤں، ستاروں، سیاروں، درختوں، پھولوں اور تمام مظاہرِ فطرت پر غور کرنے کی طرف راغب کرتی ہے، تاکہ وہ **اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت**، اس کی **قدرتِ کاملہ**، اور **بعث بعد الموت**)موت کے بعد کی زندگی) پر یقین کے ساتھ ایمان لائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ، ثُمَّ اللهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ-اِنَّ اللهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[12]"

ترجمہ: کہہ دو: زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ اللہ نے مخلوق کو کس طرح پیدا کیا، پھر وہی دوبارہ زندگی بخشے گا، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

CC BY

اس آیت کی تفسیر میں مولانا عبد الماجد دریابادی لکھتے ہیں:

"انسان اگر دوسری مخلوقات کے عجائبات پر نظر کرے تو اللہ تعالیٰ کی ہر قدرت کا کلمہ پڑھ اٹھے۔ 'سیر وافی الارض' مشاہداتِ مادی سے استدلال کی دعوت ہے۔[13]"

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا، فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ[14]"

ترجمہ :کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ اِن کے دل سمجھنے والے اور کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

اس آیت کے تحت تفسیر ماجدی میں تحریر ہے:

"جغرافیہ، تاریخ، اثریات اگر محض علم و فن کی حیثیت سے نہیں بلکہ عبرت پذیری کے مقصد سے پڑھی جائے تو یہ عبادت بن جاتی ہے۔[15]"

اسی طرح قرآن مجید کی سورۃ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ، وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[16]"

ترجمہ :جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حال میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں غور کرتے ہیں (کہتے ہیں:) اے ہمارے رب! تُو نے یہ سب بے کار پیدا نہیں کیا، تو پاک ہے، پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔

اس آیت کی تفسیر میں تفسیر ماجدی میں یوں مرقوم ہے:

"کائنات طبعی کے ان عظیم الشان موجودات کے قوانین اور تکوینی قواعد سے خالق کائنات کی قدرت و حکمت پر استدلال کرنا عبادت ہی نہیں بلکہ افضل العبادات میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: 'تفکر، عبادتوں میں سب سے افضل عبادت ہے'۔[17]"

اسی آیت پر امام بیضاوی کی تفسیر میں ہے:

"هٰذِهِ الآيَةُ دَلَّتْ عَلَى أَنَّ أَعْلَى مَرَاتِبِ الصِّدِّيقِينَ التَّفَكُّرُ فِي دَلَائِلِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ"

یعنی :یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ صدّیقین کی بلند ترین صف میں وہ لوگ ہیں جو اللہ کی ذات و صفات کی نشانیوں پر غور و فکر کرتے ہیں۔[18]

خلاصہ مفہوم:

اسلام میں سیر و سیاحت کو محض تفریح، تجارت یا طبیعت ہلکی کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ غور و فکر، عبرت پذیری، فکری بالیدگی، اور روحانی ترقی کا راستہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن نے کائنات کی تخلیق، قوموں کے عروج و زوال، اور فطرت کے مظاہر کو مشاہدے اور تفکر کا ذریعہ بنا کر ایمان کی تجدید اور یقین کی تقویت کا ذریعہ بنایا ہے۔

گزشتہ اقوام کے عروج و زوال کے بارے میں سنتِ الٰہی:

قرآن مجید انسان کو ماضی کی اقوام کے حالات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے تاکہ وہ ان کے انجام سے عبرت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ[19]"

ترجمہ :تم سے پہلے کئی واقعات گزر چکے ہیں، سو زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

OPEN ACCESS

اس آیت میں "سنن" سے مراد اللہ کی وہ سنتیں اور ضابطے ہیں جو ماضی کی اقوام پر لاگو ہوئے — یعنی انبیاء کی نافرمانی، حق کی تکذیب اور دنیا کی محبت میں غرق رہنے کے سبب ان پر عذاب آیا۔ اسی کے برعکس، جو اقوام ایمان لائیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت میں کامیابی عطا فرمائی۔

تفسیر ماجدی میں اس آیت کی تشریح یوں کی گئی ہے:
"یہاں 'سنن' سے مراد مختلف طرزِ حیات اختیار کرنے والی قومیں ہیں۔ 'سیر وا فی الارض' کا مقصد محض سیاحت نہیں بلکہ گزشتہ قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنا ہے۔ اگر یہ شعور تاریخ اور آثارِ قدیمہ کے مطالعہ سے بھی حاصل ہو تو یہی اصل مقصود ہے۔ اگر یہ غور و فکر، ایمان اور معرفت کی بنیاد پر ہو تو بجائے خود ایک جہاد بن جاتا ہے۔[20]"

4) گزشتہ جھٹلانے والی قوموں کا انجام:

قرآن ہمیں زمین میں سفر کر کے ان قوموں کے انجام کا مشاہدہ کرنے کی دعوت دیتا ہے جنہوں نے اللہ کے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ فرمایا:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ[21]"

ترجمہ: ان سے کہو کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ہے۔

تفسیر ماجدی اس آیت کی تشریح میں بیان کرتی ہے:
"یہ تعلیم اور ترغیب ہے کہ انسان سابقہ تباہ شدہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرے۔ اگر جغرافیہ، تاریخ اور آثارِ قدیمہ کا مطالعہ توحیدی اور فکری نقطۂ نظر سے کیا جائے تو وہ عبادت بن جاتا ہے۔ سفر اگر عبرت کے لیے ہو تو وہ واجب کے درجہ میں آجاتا ہے۔[22]"
اسی مفہوم کو تقویت دیتی ہے سورۃ الروم کی یہ آیت:

"قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ، كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ[23]"
ترجمہ: کہہ دو! زمین میں چل پھر کر دیکھو، ان لوگوں کا انجام کیا ہوا جو تم سے پہلے تھے، ان میں سے اکثر مشرک تھے۔

تفسیر ماجدی میں امام رازی کا خوبصورت نکتہ درج ہے:
"اگر آیت میں 'فَانْظُرُوا' ہوتا تو سفر کا مقصد محض عبرت ہوتا۔ 'ثُمَّ انْظُرُوا' نے اجازت دی ہے کہ سفر کسی بھی جائز مقصد کے لیے ہو سکتا ہے جیسے تجارت وغیرہ، لیکن عبرت حاصل کرنا لازم ہے۔[24]"
قرآن مجید کی ان آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیر وسیاحت کا اصل مقصد زمین کے عجائبات کا مشاہدہ، ماضی کی اقوام کے انجام سے سبق لینا، اور کائناتی نظام میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کو پہچاننا ہے۔ محض تفریح یا وقت گزاری کا سفر قرآن کی مطلوبہ "سیر" نہیں، بلکہ وہ سیر جو دلوں کو بیدار کرے، ایمان کو مضبوط کرے، اور تاریخ سے سبق دے — وہی قرآن کی نظر میں باعثِ اجر اور تقرب الی اللہ ہے۔

قرآن مجید میں "سیاحت" کا استعمال

قرآن کریم میں لفظ **"سیاحت"** تین مقامات پر مختلف اسالیب اور معنوی سیاق کے ساتھ آیا ہے، جن سے اس کے فہم و مفہوم میں وسعت اور گہرائی پیدا ہوتی ہے۔ ذیل میں ان مقامات کا تفصیل سے جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

CC BY

.1 سورۃ التوبہ، آیت 2 —صیغہ امر کے ساتھ:

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ مُخْزِي الْكَافِرِينَ

ترجمہ :پس تم زمین میں چار مہینے تک چلو پھرو، اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو، اور اللہ کافروں کو ذلیل وخوار کرنے والا ہے۔[25]

یہ آیت **اعلانِ براءت** کے تناظر میں نازل ہوئی، جو 10 ذوالحجہ 9 ہجری کو حج کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کے ذریعے سنایا گیا۔ اس میں مشرکین مکہ کو ایک واضح مہلت دی گئی کہ وہ یا تو اسلام قبول کریں یا جزیرۂ عرب (مرکزِ توحید) کو خالی کر دیں۔

تفسیر ماجدی میں اس آیت کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

"فسیحوا فی الارض "کا مطلب ہے زمین میں چلے پھرو، یعنی سیر وسیاحت کرو، اور غور وفکر کے لیے مہلت حاصل کرو۔ اس چار ماہ کی مہلت میں یا تو ایمان لے آؤ یا ز مینِ حرم کو چھوڑ دو۔ یہاں اسلام کی رواداری اور درگزر کا مظہر ہے کہ مخالفینِ اسلام کو بھی پوری فراخدلی سے سوچنے اور فیصلہ کرنے کا موقع دیا جارہا ہے۔[26]

التَّائِبُونَ، الْعَابِدُونَ، الْحَامِدُونَ، السَّائِحُونَ، الرَّاكِعُونَ، السَّاجِدُونَ، الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ :توبہ کرنے والے، عبادت گزار، حمد کرنے والے، اللہ کی خاطر سیاحت کرنے والے، رکوع وسجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے، اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے (ایسے) مومنین کو خوشخبری سنا دو۔[27]

یہاں "السائحون "یعنی اللہ کی خاطر سیاحت کرنے والے مومنین کی صفات میں شامل کیا گیا ہے۔ مفسرین کے درمیان "سیاحت" کے مفہوم میں وسعت پائی جاتی ہے۔ بعض کے نزدیک یہاں مراد روزہ ہے، اور بعض کے نزدیک یہ اللہ کے لیے زمین میں سفر کر کے علم، دعوت، تفکر اور عبادت کا راستہ اختیار کرنے والے ہیں۔

تفسیر ماجدی اس بارے میں لکھتی ہے:

"سائحون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی رضا کے لیے زمین میں سفر کرتے ہیں۔ یہ سفر کبھی طلبِ علم کے لیے ہوتا ہے، کبھی دعوتِ دین کے لیے، اور کبھی خود احتسابی اور مجاہدۂ نفس کے لیے۔"[28]

قرآن مجید میں لفظ "سیاحت" کا استعمال اور مفہوم

قرآن حکیم میں "سیاحت" کا لفظ **تین** مقامات پر مختلف صیغوں اور اسالیب کے ساتھ آیا ہے، جو اس کے معنوی دائرے اور اسلامی تصور کو واضح کرتے ہیں۔ ان آیات کے معانی، سیاق وسباق، اور مفسرین کے اقوال سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سیاحت صرف سیر و تفریح کا عمل نہیں بلکہ ایک مقدس وبامقصد جدوجہد ہے۔

.1 سورۃ التوبہ، آیت 2 –صیغۂ امر:

فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ...

ترجمہ: پس زمین میں چار مہینے تک چلو پھرو، اور جان رکھو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔

یہ آیت **اعلان براءت** کے تناظر میں نازل ہوئی، جس میں مشرکین کو اسلام قبول کرنے یا جزیرۂ عرب کو چھوڑنے کے لیے چار ماہ کی مہلت دی گئی۔ "فَسِيحُوا" کا لغوی مطلب **زمین میں سیر کرنا، چلنا پھرنا** ہے، تاہم اس کے سیاق میں یہ ایک **تنبیہی انداز** میں استعمال ہوا ہے۔

تفسیر ماجدی میں ہے:

OPEN ACCESS

" یہاں فسیحوا سے مراد محض تفریحی سیر نہیں بلکہ سوچنے، فیصلہ کرنے اور حق قبول کرنے کی مہلت دی جارہی ہے۔"

.2سورۃ التوبہ، آیت 112 –صیغہ: جمع مذکر سالم:

التَّائِبُونَ، الْعَابِدُونَ، الْحَامِدُونَ، السَّائِحُونَ...

ترجمہ: وہ جو توبہ کرنے والے، عبادت گزار، حمد کرنے والے، اور سیاحت کرنے والے ہیں...

یہاں **"السائحون "** کا معنی اکثر مفسرین نے **"الصائمون"**(**روزہ رکھنے والے**)کیا ہے، جو کہ ایک **مجازی معنی** ہے۔ لغوی اعتبار سے "سیاحت" کا مفہوم **زمین میں چلنے پھرنے، تحقیق، دعوت، جہاد، طلبِ علم، یا اللہ کی نشانیوں پر غور و فکر کی نیت سے سفر کرنا** ہے۔

اس حوالے سے درج ذیل وضاحت نہایت اہم ہے:

"سیاحت کے لغوی معانی میں روزہ شامل نہیں۔ اس لیے قرآن کے اس مقام پر بھی "السائحون "کا مفہوم یہی زیادہ راجح ہے کہ مؤمن مرد وہ ہیں جو زمین میں اللہ کی رضا کے لیے بامقصد سفر کرتے ہیں۔ یعنی اقامتِ دین، ہجرت، دعوت، اصلاحِ معاشرہ، نافع علم، یا حلال رزق کی تلاش میں متحرک رہتے ہیں۔"

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہاں ایمان کے دعوے کو محض ظاہری الفاظ نہیں بلکہ **عملی سرگرمی اور سعی وجہد** سے جوڑا گیا ہے۔

"حقیقی مؤمن زمین میں بیٹھے رہنے والا نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ کے دین کے فروغ کے لیے اپنی توانائیاں صرف کرتا ہے۔"

.3سورۃ التحریم، آیت 5 –صیغہ: جمع مؤنث:

عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ... سَائِحَاتٍ...

ترجمہ: ممکن ہے کہ اگر نبی ﷺ تمہیں طلاق دے دیں تو اللہ تمہیں بہتر بیویاں عطا فرمائے... جو روزہ دار (سائحات) ہوں...

یہاں "سائحات "کا مفہوم بھی جمہور مفسرین نے "صائمات "(روزہ رکھنے والی عورتیں) کے طور پر لیا ہے۔ لیکن لغوی بنیاد پر "سیاحت "کا مطلب زمین میں بامقصد سفر کرنا زیادہ راجح ہے، اور اس میں دعوت، تبلیغ، علم، اور خیر کے لیے نقل و حرکت شامل ہے۔

تفسیر منار میں اس حوالے سے رشید رضا نے بجا طور پر توجہ دلائی کہ:

"عورتوں کی مدح سیاحت کے ذریعے کی گئی ہے، اس سے مراد ایسی سیاحت ہے جو عورت اپنے شوہر یا محرم کے ساتھ نیک مقصد کے لیے کرے، جیسے علم حاصل کرنا یا نیک عمل کی ادائیگی۔"[29]

اسی نقطہ پر دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ اگر عورت شرعی محرم کے ساتھ ہو اور نیک مقصد کے لیے سفر کرے تو وہ سیاحت جائز اور موجبِ اجر ہے۔

خلاصہ و نتیجہ:

"سیاحت "کا تصور قرآن میں **محض تفریح یا نقل مکانی نہیں** بلکہ ایک سنجیدہ، بامقصد، دینی اور فکری عمل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مومنین و مؤمنات کی صفات میں اسے شامل کیا گیا اور اس کی ترغیب دی گئی۔

OPEN ACCESS

یہ سیاحت:

- دعوت الی اللہ
- علم و تحقیق
- عبرت آموز مشاہدہ
- اصلاح خلق
- جہاد و ہجرت
- اور معاشی حلال ذرائع کی تلاش

جیسے عظیم مقاصد کے ساتھ منسلک ہے، اور ایسی سیاحت قرآن کی نظر میں عبادت ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اللہ پاک نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے۔ مگر انسان ہونے کے ناطے مستورات کی بھی خواہش رہتی ہے کہ کسی پر فضا مقام پر سیر و تفریح کے لئے اپنے شوہر یا محرم کے ساتھ جایا جائے۔ کیا پردہ کے ساتھ مستورات اپنے شوہر یا محرم کے ساتھ سیر و تفریح کے لئے جا سکتی ہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا مرد اپنی بیوی کو پردے کی حالت میں ساتھ لیکر بازار جا سکتا ہے؟ کیونکہ بعض اوقات مرد کی لائی ہوئی چیز بیوی کو پسند نہیں آتی؟

جواب نمبر:600011

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa : 3-24/D=02/1442

عورتوں کو بلاضرورت باہر نکلنے کی ممانعت ہے، بالخصوص جہاں مردوں کا مجمع ہو، یا عورتوں مردوں کا مخلوط اجتماع ہو، عورت کو پر فضا مقام پر سیر و سیاحت کے لئے پردے کے اہتمام کے ساتھ، محرم یا شوہر کے ہمراہ جانے کی اجازت ہے، بشرطے کہ وہاں بے حیائی اور بے شرمی کے مناظر نہ ہوں، عورتوں مردوں کا اختلاط نہ ہو، خود فتنے میں پڑنے اور دوسروں کے لئے فتنے کا ذریعہ بننے سے حفاظت کا ظن غالب ہو، نیز عورت بناؤ سنگھار کرکے اور خوشبو لگا کر نہ جائے، ان شرائط کے ساتھ عورت کے لئے کھلی اور پر فضا جگہ میں جانے کی اجازت ہوگی۔ عورتوں کا بازار جانا بھی اچھا نہیں ہے؛ البتہ مذکورہ شرائط کے ساتھ اگر کسی ضروری کام سے چلی گئیں تو اس کی گنجائش ہے۔

في البحر: و محرم أو زوج لامرأة في سفر: أي وبشرط محرم إلی آخره (۲/۵۵۱، ط: زکریا)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا استعطرت المرأة فمرت علی القوم لیجدوا ریحها فهي کذا وکذا، قال قولاً شدیداً۔ (أبو داود، ۲/۵۷۳، کتاب الترجل، المرأة تتطیب للخروج)

في رد المحتار: وحیث أبحنا لها الخروج فیشترط عدم الزینة في الکل، وتغییر الهیئة إلی ما لا یکون داعیة إلی نظر الرجال واستمالتهم۔ (۴/۲۹۴، ط: زکریا، باب المهر من کتاب النکاح)

واللہ تعالیٰ اعلم

CC BY

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند[30]

خلاصہ بحث:

علمی نکات:

- قرآن مجید میں مختلف آیات میں زمین میں چلنے پھرنے، غور و فکر، اور عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔
- سیاحت کو اللہ کی نشانیوں کا مشاہدہ کرنے اور اقوامِ سابقہ کے انجام سے سیکھنے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔
- علمی و فکری ترقی: سیاحت ذہنی وسعت اور تحقیقی صلاحیت کو فروغ دیتی ہے۔
- روحانی بالیدگی: مقدس مقامات کی زیارت سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔
- اسلامی ادب میں سیر وسیاحت کو صرف تفریح یا وقت گزاری کا ذریعہ نہیں سمجھا گیا، بلکہ اسے علم، روحانیت، عبرت، اور دعوتِ دین کا ایک مؤثر وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔

قرآن وحدیث میں سفر کی حکمتوں پر زور دیا گیا ہے، جبکہ مسلم سیاحوں نے عملی طور پر دنیا بھر میں اسلامی ثقافت اور علم کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

معروضی نکات:

- اسلامی ادب میں سیاحت کو صرف تفریح کے طور پر نہیں دیکھا گیا، بلکہ علمی اور روحانی ترقی کے ایک مؤثر وسیلے کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ تو سیاحت اسی مقصد کے لئے ہونا چاہئے۔
- سیاحت معاشرت میں مختلف ثقافتوں، نظریات، اور تہذیبوں کے مابین ہم آہنگی اور افہام و تفہیم کو فروغ دیتی ہے۔ اگر اسلامی اصولوں کے تحت کیا جائے۔

موجودہ دور میں پائیدار اسلامی سیاحت کو فروغ دینا ضروری ہے، تاکہ مسلم سیاح قرآنی تعلیمات کی روشنی میں سفر کریں اور علم و روحانیت کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف خطوں سے فائدہ اٹھائیں۔

حوالہ جات

[1] سورۃ الحج: 46

[2] سورۃ الحج، 46:22

[3] القرآن، سورۃ الحج: 46؛ سورۃ الانعام: 11؛ سورۃ النمل: 69

[4] احیاء علوم الدین، جلد 2، کتاب آداب السفر

[5] التفاسیر الکبیر، الرازی؛ فی ظلال القرآن، سید قطب؛ تفسیر ابن کثیر

[6] سورۃ الانعام: 11؛ النمل: 69؛ الحج: 46

[7] احیاء علوم الدین، جلد 2، کتاب آداب السفر

[8] *سورۃ العنکبوت: 20*

[9] عبد الماجد دریابادی، *تفسیر ماجدی*، ج 3، ص 153۔

OPEN ACCESS

[10] اشرف علی تھانوی، *بصائر حکیمانہ*، ص112۔

[11] امام ابو حامد الغزالی، *احیاء علوم الدین*، ج2، کتاب آداب السفر، ص189۔

[12] *سورۃ العنکبوت:20*

[13] حوالہ: تفسیر ماجدی، جلد ۳، ص ۱۵۳

[14] *سورۃ الحج:46*

[15] حوالہ: تفسیر ماجدی، جلد ۳، ص ۱۵۴

[16] *ورۃ آل عمران:191*

[17] حوالہ: تفسیر ماجدی، جلد ۱، ص ۳۹۹

[18] حوالہ: تفسیر بیضاوی، جلد ۱، ص ۳۹۲

[19] *سورۃ آل عمران:137*

[20] حوالہ: تفسیر ماجدی، جلد ۱، ص ۴۵۰

[21] *سورۃ الانعام:11*

[22] حوالہ: تفسیر ماجدی، جلد ۲، ص ۷۵

[23] *سورۃ الروم:42*

[24] حوالہ: تفسیر ماجدی، جلد ۲، ص ۷۸

[25] *سورۃ التوبہ:2*

[26] حوالہ: تفسیر ماجدی، جلد ۲، ص ۳۹

[27] *سورۃ التوبہ:112*

[28] حوالہ: تفسیر ماجدی، جلد ۲، ص ۸۳

[29] *تفسیر المنار، جلد 11*

[30] دار العلوم دیوبند۔ "عورتوں کا سیر و تفریح کے مقام پر جانا۔" *فتویٰ نمبر* 600011, 2/1442. دار العلوم دیوبند/ https://www.darululoom-deoband.com ,

CC BY